مشعلِ رشد و ہدایت

حضرت رفیقِ العلماء علیہ الرحمۃ

مجد امجد کی و مصباح حسن کی ہے قسم
مشعل رشد و ہدایت ہیں رفیق العلماء،
مانگ لے سیف رضا خامہ نو کی رفعت
بانٹتے اوج کی دولت ہیں رفیق العلماء۔

مصنف: محمد سیف رضا مصباحی سلطان پوری
خادم التدریس: جامعہ معلم کائنات ڈیرہ پور کان پور دیہات

۱، ربیع الاول شریف، ۱۴۴۷ھ

تزئین کار: محمد دانش، چشتی (موبائل نمبر: 7522028782)

حامداً و مصلیاً و مسلماً

آج میں اپنے نصیبے پر جتنا فخر کروں کم ہے کہ مجھ جیسے حقیر و پر تقصیر طفل مکتب کو آج اتنے عظیم الشان تاریخی سیمینار میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے، اس کے ساتھ ہی مجھے اپنی بے بضاعتی کا بہت احساس بھی ہے کہ جسے ابھی قلم پکڑنا بھی نہیں آتا اسے ایک ایسے خدارسیدہ بزرگ کی شان میں لب کشائی کا حکم ہوا، جس کی بلندی قسمت کا تذکرہ زمیں پر کم آسمانوں میں زیادہ ہے، شعر:

ان کی مدحت کو مانگوں میں کس سے زباں
کیا مقام ثریا بتائے ترا
(از تاج الشریعہ علیہ الرحمہ)

خیر! اپنے اساتذہ کرام کی دعاؤں کا سہارا لے کر اس امید پر لب کشائی کی جسارت کر رہا ہوں کہ:

أُحِبُّ الصَّالِحِينَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ
لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْزُقُنِي صَلَاحاً.

(میں تو خود نیک نہیں، (مگر) نیکوں سے اس امید پر محبت کرتا ہوں کہ اللہ تعالی (ان کی برکت سے) مجھے بھی نیک بنادے۔)

مذہب اسلام میں دعوت الی اللہ کی اہمیت و افادیت ایک مسلمہ حقیقت ہے، بندگان خدا کی رشد و ہدایت دنیا و مافیہا سے بدرجہا بہتر ہے، اسی عظیم الشان مقصد کے حصول کے لیے انبیاے کرام علیہم السلام کی بعثت ہوئی اور اسی مہتم بالشان عبادت کی باریابی کے سلسلے میں آسمانی کتابوں کا بھی نزول ہوا، بلا شبہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر بارگاہ خداوندی میں نہایت مقبول عمل ہے، جس کے ذریعے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کی دیگر امتوں پر تفوق و برتری کا پرچم لہرایا گیا۔

قرآن کریم اور احادیث طیبہ میں ان مفاہیم کو بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ مختلف مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔

قرآنی دلائل و احادیث مبارکہ

(١) ادْعُ إِلى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَن

ترجمہ:اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان (مدعووین) سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔(کنزالایمان، سورہ نحل، آیت:١٢٥)

(٢) وَ مَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ -

ترجمہ: اور اس سے بڑھ کر کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے۔(کنزالایمان، سورہ حم السجدہ آیت:٣٣)

(٣) وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ -

ترجمہ: اور بے شک ہر امت میں سے ہم نے ایک رسول بھیجا کہ اللہ کو پو جو اور شیطان سے بچو(کنزالایمان، سورہ نحل، آیت:٣٦)

(٤) لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَتِ وَ انْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ

ترجمہ:بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو روشن دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور عدل کی ترازو اتاری کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔(کنزالایمان، سورہ حدید، آیت:٢٥)

(٥) كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

ترجمہ:تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔(کنزالایمان، سورہ آل عمران، آیت:١١٠)

ہمارے نبی رحمت ہادی عالم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے علی! خدا کی قسم، اللہ رب العزت کا تیرے ذریعے کسی ایک شخص کو بھی ہدایت دینا تیرے لیے سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے، اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ تمھارا باعث ہدایت ہونا) دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔(متفق علیہ)

خلاصہ یہ کہ دعوت وارشاد کے سلسلے میں بے شمار نصوص قطعیہ وارد ہیں۔ اس کی عظمتوں کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ مگر یہ کتنا کانٹوں بھرا عمل ہے، تاریخ اسلام کی ورق گردانی کرنے والوں سے کچھ ڈھکا چھپا نہیں۔ یہ ایک ایسی منزل ہے، جس کی راہیں انتہائی پر خطر ہیں، بڑے تنگ اور کھردرے راستے ہیں، اس راہ کا ہر مسافر اپنی جان ہتھیلی پر لے کے چلتا ہے، بلال و صہیب، عمار و خباب، جن کے نام سن کر ظلم و جفا کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اسی راہ کے ستم زدہ مسافروں کے نام ہیں، شہدائے بدر واحد نے اسی طریق کو شاہراہ بنانے کے لیے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کیا تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ بلکہ اسلام کی تمام روح فرسا غزوات و سرایا اسی عظیم مقصد کے حصول کے لیے تھیں۔

رشد و ہدایت کوئی آسان کام نہیں، یہ گلشن مصطفی علیہ التحیۃ والثنا کا ایک ایسا مہکتا ہوا خو بصورت سا پھول ہے جس کے گرد کانٹوں کا پہرا ہے، دعوت و تبلیغ: نوکیلے سنگ ریزوں کی گود سے ابلتے ہوے خوشگوار چشمے کا نام ہے۔ یقیناً امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر عمل پیرا ہونا ہاتھ پر انگارہ رکھنے کے برابر ہے۔

البتہ یہ بھی ایک روشن حقیقت ہے کہ اس روے زمین پر ہر زمانے میں کچھ ایسی بلند ہمت، روشن ضمیر ہستیاں جلوہ فرما ہوتی ہیں جن کی نگاہیں صرف اور صرف اہداف و مقاصد پر ہوتی ہیں، مقصد عظیم ہو تو پھر زحمت انھیں رحمت معلوم ہوتی ہے اور ہر مصیبت بھلی لگنے لگتی ہے، ایسے مرد قلندر جو اسباب پر نہیں بلکہ خالق اسباب پر بھروسہ کرکے بے محابا آتش کدوں میں چھلانگ لگا دیتے ہیں، اور اگر مصطفی جان رحمت صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کا فرمان عالیشان پا جائیں تو پھولوں پر کانٹوں کو، آبشاروں پر انگاروں کو گلزاروں پر صحراؤں کو اور اپنی بے دردی کی شہادتوں کو لذت عیش پر ترجیح دینے میں کچھ بھی دریغ نہ کریں، ایسے نفیس ترین انسان، جن کا سر حکم خداوندی کے آگے ہمیشہ سرنگوں ہوتا ہے۔

یہ رحمت الٰہی کے امیدوار نبیین ، صدیقین، شہدا اور صالحین کی جماعت ہے، جس نے کانٹوں پر چل کر بعد والوں کے لیے پھولوں کے رستے سجا دیے، خود ظلم و ستم کی آگ میں گل ہو کر اہل جہاں کے لیے سامان دیپ کر گیے۔ یہی وجہ ہے کہ خداوند قدوس نے ان پاکباز ہستیوں کو اپنا انعام و احسان یافتہ بندہ ہونے کا تمغہ عنایت فرمایا، نمازوں میں ان کے نقش قدم پر چلنے کی خاطر دعاگو رہنے کا حکم فرمایا، صراط مستقیم کے متلاشی دیگر بندوں کے لیے انھیں مشعل رشد و ہدایت قرار دیا، ارشاد ربانی ہوا:

> اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

یعنی (اے پاک پروردگار) ہم کو سیدھا راستہ چلا، راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا۔(کنز الایمان الفاتحہ : آیت : ٦)

اور سورہ نسا آیت نمبر ٦٩ میں ان انعام یافتہ بندوں کا ذکر جمیل کر کے ہمیں ان کی قوی معرفت بھی عطا فرمادی، ارشاد فرمایا:

> الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّلِحِينَ وَحَسُنَ أُولَبِكَ رَفِيقًا

کہ : جن پر اللہ نے فضل واحسان) کیا وہ نبیین ، صدیقین، شہدا اور صالحین کی جماعت ہے اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

حضرت علامہ رفیق الحسن چشتی علیہ الرحمہ کی شخصیت

جماعت صلحا کی انھیں پاکباز شخصیتوں میں سے ایک نابغہ روزگار شخصیت، حضرت علامہ رفیق الحسن چشتی علیہ الرحمۃ والرضوان کی بھی ہے۔ ہر چند کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر تہ بہ تہ مشقتوں سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔ مگر نصرت الٰہیہ جس کی تائید فرمائے، دست غیب جس کی پشت پناہی کرے، فیضان غوث و خواجہ و رضا جس کے آگن میں ابر کرم بن کر سایہ فگن ہو اور جس کے گھر میں اولیا اللہ سے عقیدتوں کی مشعلیں جل رہی ہوں ایسی بلند قسمت ہستی کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں۔

ممدوح گرامی و قار حضرت رفیق العلماء علیہ الرحمہ قسمت کے بڑے دھنی تھے، مذکورہ سعادتوں سے مکمل بہرہ ور تھے، جب شعور و آگہی کی آنکھیں کھولیں تو والدین کریمین کو بزرگان چشت (مقیم دار الخیر پھپھوند شریف) کی عقیدت و محبت کا گرویدہ پایا، آپ کے بڑے بھائی فرید الدہر حضرت علامہ عزیز الحسن چشتی علیہ الرحمۃ والرضوان، امام اہل سنت اعلی حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ کے اکابر خلفا میں سے تھے، اور دیگر برادران گرامی کلام اللہ کے بہترین حافظ تھے، اس طرح سے آپ کا پورا گھرانہ بزرگوں کے نورانی فیوض و برکات سے بقعہ نور بنا ہوا تھا۔

حضرت رفیق العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان، اپنے والد گرامی جناب عنایت اللہ خان مرحوم کے سب سے چھوٹے شہزادے تھے، ان کے لاڈ و پیار کا مرکز تھے، اور ان کے اخلاق و اطوار سے وافر حصہ پایا تھا۔

چونکہ بزرگوں سے اسے عقیدت و ارادت آر آپ کے خانوادے کا امتیازی وطیرہ تھا اس لیے آپ نے بھی اپنے بڑوں کی اس پاکیزہ روش کو مشعل رشد و ہدایت سمجھا اور اپنی روحانیت کا شمع روشن کرنے حضور حافظ بخاری سید عبد الصمد رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و روحانی امانتوں کا سچا امین، بزم عرفا کا نہایت حسین شمع حضرت سید مصباح ال الحسن چشتی علیہ الرحمۃ والرضوان کی مقدس بارگاہ میں جا پہنچے اور ان کے مقدس ہاتھوں میں ہاتھ دے کر پر بیعت وارادت کے شرف سے مشرف ہوئے، پھر ہمیشہ کے لیے اس خدا رسیدہ بزرگ کا جانثار پروانہ بن گئے۔

یہ با برکت بیعت و ارادت حضرت رفیق العلماء علیہ الرحمہ کی علمی وروحانی ترقی کا زینہ ثابت ہوئی۔ وایوں کہ جب حضرت پیر و مرشد قدس سرہ اپنے مرید باصفا کی طرف متوجہ ہوئے تو اس کی آنکھوں میں بلا کی ذہانت دیکھی، ظاہر و باطن یکساں پایا اور اس کے کاندھوں کو اس گراں بار امانت کا متحمل پایا جسے اٹھانے سے زمین باوجود اپنی وسعت کے، آسمان با وجود اپنی رفعت کے، اور بلند و بالا پہاڑ، قوت و استحکام میں جن کی کہاوتیں بیان کی جاتی ہیں، خوف الہی سے سہم کر سب نے معذرت کر لی۔ ارشاد باری ہے:

> إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَ أَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا

بے شک ہم نے امانت (احکام شرعیہ)پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انھوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے اٹھالی بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے۔ (کنزالایمان، سورہ احزاب، آیت: ۷۲)

بعدہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے لائق و فائق مرید کو ایک دیرینہ یار ، بے تکلف دوست، علم و حکمت میں اپنے وقت کا غزالی ورای، تفقہ فی الدین کا تاجور ، زہد و ورع کا عظیم پیکر ، غیر منقسم ہندوستان کا قاضی عادل، صدر الشریعہ ، بدر الطریقہ حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان کی طرف روانہ کر دیا، حضرت رفیق العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان نے حکمت و دانائی کے اس بحر بیکراں کو پاکر علم ظاہر و باطن کی وسعتوں کو سمیٹنا شروع کیا اور قلیل مدت میں ان جملہ اوصاف و کمالات کے جامع بن گئے جو ایک عالم ربانی اور مرشد بر حق کے لیے بہر رشد و ہدایت درکار ہوتی ہیں۔

کامیاب مرشد کے چند بنیادی اوصاف

دعوت و ارشاد ، یعنی بندگان خدا کو دین کی طرف بلانا، ویران دلوں کو یاد الہی سے آباد کرنا اور ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی کرنا، یہ سب امور در اصل فرائض نبوت سے ہیں، ہر کس و ناکس اس بار عظیم کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ ان عظیم الشان امانتوں کا بیڑا وہی اٹھا سکتا ہے جو مندرجہ ذیل اوصاف و کمالات کا جامع ہو :

(۱) صحت عقیدہ داعی و مرشد سنی صحیح العقیدہ ہو یعنی اہل سنت و جماعت کا ہم عقیدہ جس کی شناخت آج خصوصا ہند و پاک میں مسلک اعلی حضرت سے ہوتی ہے ، کہ یہی جماعت ما انا علیہ و اصحابی کی سچی مصداق اور آخرت میں نجات پانے والی ہے ، اس کے غیر میں کوئی خیر نہیں۔

(۲) خلوص نیت کہ دعوت و ارشاد کے سلسلے میں داعی کی نیت میں خلوص ہو کہ میری رہبری و رہنمائی صرف اور صرف رضائے الہی کے لیے ہے۔ جبھی دعوت کارگر اور داعی کے لیے باعث اجر و ثواب ہو گی۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے انما الاعمال بالنیات (صحیح بخاری شریف) یعنی اعمال (کے ثواب) کا مدار نیتوں پر ہے۔

(۳) علمی مقام داعی و مرشد کا علمی مقام بہت بلند ہونا چاہیے کہ جو شخص شریعت و طریقت کی باریکیوں سے بے خبر ہو وہ ہدایت خلق کم غوایت خلق زیادہ کرے گا، جو جتنا بڑا عالم ربانی ہو گا اتنا ہی اس کی رشد

و ہدایت کا دائرہ بھی وسیع سے وسیع تر ہو گا۔ اسی لیے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بشان ایں ہمہ زیادتی علم کے لیے دعا کرنے کا حکم فرمایا گیا، ارشاد باری ہوا" قُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا "یعنی عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے (کنزالایمان، سورہ طٰہ، آیت نمبر: ۱۱۴)

(۴) اسلوب دعوت الی اللہ کے مقتضائے حکمت سے ہے کہ اسلوب دعوت نہایت واضح، شستہ، عقلی و نقلی دلائل سے مزین، مدعو کے فہم سے قریب تر اور الفاظ و معانی وغیرہ کے لحاظ سے کسی قسم کی کوئی پیچیدگی نہ ہو۔ قرآن کریم میں ہے: ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ یعنی اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔ (کنزالایمان، سورہ نحل، آیت نمبر: ۱۲۵)

اس کا بہترین نمونہ وہ حدیث پاک ہے کہ ایک شخص خدمت اقدس حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) میرے لیے زنا حلال فرمادیجئے! صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اسے قتل کرنا چاہا کہ خدمت اقدس (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) میں حاضر ہو کر یہ گستاخی کے الفاظ کہے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے منع فرمایا اور اس سے فرمایا قریب آؤ وہ قریب حاضر ہوا اور قریب فرمایا یہاں تک کہ اس کے زانو زانوئے اقدس سے مل گئے، " اس وقت ارشاد فرمایا "، کیا تو چاہتا ہے کہ کوئی شخص تیری ماں سے زنا کرے، عرض کی نہ، فرمایا تیری بیٹی سے، عرض کی نہ فرمایا تیری بہن سے، عرض کی نہ فرمایا تیری پھوپھی سے، عرض کی نہ فرمایا تیری خالہ سے، عرض کی نہ، فرمایا کہ جس سے تو زنا کرے گا آخر وہ بھی تو کسی کی ماں، یا بیٹی، یا بہن، یا پھوپھی ، یا خالہ ہوگی، یعنی جو بات اپنے لیے نہیں پسند کرتا دوسرے کے لیے کیوں پسند کرتا ہے، دست اقدس ان کے سینے پر مار کر دعا فرمائی کہ " الٰہی (عزوجل) زنا کی محبت اس کے دل سے نکال دے! وہ صاحب کہتے ہیں کہ جب میں حاضر ہوا تھا تو زنا سے زیادہ محبوب میرے نزدیک کوئی چیز نہ تھی اور اب اس سے زیادہ کوئی چیز مجھے مبغوض یعنی (ناپسندیدہ) نہیں (ملفوظات اعلی حضرت علیہ الرحمۃ، حصہ اول، ص: ۹۱)

اخلاق و کردار اور سنن نبوی کی اتباع

(۴) (ا) اخلاق رذیلہ سے پاکی مثلاً کبر و نخوت ، ریا و تفاخر ، عجب و خود پسندی، طلب زر اور حب جاہ جیسے گندے عادات و اطوار جن سے لوگ متنفر ہوتے ہوں ان سے دور و نفور ہو۔ پیری مریدی کہ در اصل رشد و ہدایت ہی کا نام ہے، آج ایک آرام دہ بزنس کی صورت اختیار کر گئی ہے، حالانکہ طلب زرو حب جاہ کی امید اس پاکیزہ عمل کے لیے درکار اخلاص کو ایسے ہی تباہ و برباد کرتی ہے جیسے ایلوا شہد کو فاسد و کالعدم کر دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ جن نفوس قدسیہ کی بعثت کا اولین مقصد ہی بندگان خدا کی رہبری و رہنمائی تھی انھوں نے کبھی بھی اپنی امتوں سے اس نیک عمل کا بدلہ نہیں مانگا، یہ حضرت نوح علیہ السلام ہیں، جنھوں نے ساڑھے نو سو برس تک بلا عوض فقط اللہ تعالی کی رضا کے لیے اپنی قوم میں رشد و ہدایت کا کام انجام دیا، قرآن مجید میں ہے:

> وَمَا اسْلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعٰلَمِينَ

اور میں اس کا (جو میں توحید و ایمان کے متعلق تمھیں دیتا ہوں) تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔ (کنز الایمان سورہ شعرا، آیت نمبر: ۱۰۹)

اللہ تبارک و تعالٰی اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ و آلہ وسلم سے فرماتا ہے أَمۡ تَسۡـَٔلُهُمۡ أَجۡرٗا فَهُم مِّن مَّغۡرَمٖ مُّثۡقَلُونَ کنز الایمان سورہ (القلم)

(ب) اخلاق فاضلہ مثلاً: زہد و ورع، تواضع و انکساری، توکل و بے نیازی، ماتحتوں کی تربیت وغیرہ جملہ اوصاف حمیدہ سے مالا مال ہو۔ قرآن مجید میں اللہ تعالی اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے فرماتا ہے:

> فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ
> وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ

تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمھارے گرد سے پریشان ہو جاتے تو تم انھیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو اور کاموں میں ان سے مشورہ لو! کنزالایمان سورہ آل عمران: ۱۵۹)

خلق عظیم کے پیکر ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے ماتحتوں کی تربیت کا بڑا خیال فرماتے تھے کہ معاشرے میں ماتحت اپنے آقا و مولی کے اخلاق و اطوار کا آئینہ دار سمجھا جاتا ہے اور اس لیے بھی کہ ماتحت کو علم و ادب سے سجانے اور سنوارنے کی ذمہ داری بھی دراصل اس کے مالک کی طرف ہی عائد ہوتی ہے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما سے مروی، کہتے ہیں کہ میں بچہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پرورش میں تھا یعنی یہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ربیب اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فرزند ہیں) کھاتے وقت برتن میں ہر طرف ہاتھ ڈال دیتا، حضور (صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم) نے ارشاد فرمایا " بسم اللہ پڑھو اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور برتن کی اس جانب سے کھاؤ، جو تمھارے قریب ہے۔ (بہار شریعت، ۱۶، ۳۶۰)

(۵) عشق رسول مرشد، حقیقی معنوں میں عاشق رسول ہو، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم سے بے پناہ محبت کرتا ہو کہ جو شخص آپ کی محبتوں سے بے بہرہ ہو وہ اندھے کی طرح ہے جسے خود ایک چراغ کی حاجت ہوتی ہے بلکہ وہ ایک چوب خشک سے بھی بدتر ہے کہ استین حنانہ ایک سوکھی لکڑی ہی تھی جو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت میں زار و قطار روتی تھی۔ نیز منبع خلق عظیم ہادی عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں پر عمل پیرا ہونے کو اپنے لیے حرز جاں سمجھتا ہو۔ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آسمان ہدایت کے تابندہ ستارے تھے " با ہم اقتدیتم اھتدیتم " کے سچے مصداق، وہ حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مبارک سنتوں پر کس قدر عامل تھے۔

ممدوح گرامی و قار حضرت رفیق العلماء علامہ شاہ رفیق الحسن چشتی مصباحی امجدی علیہ الرحمہ کو قدرت نے بڑی خوبیوں سے نوازا تھا، دعوت و ارشاد کے مذکورہ بالا اوصاف ان کی ذات بابرکت میں بدرجہ اتم موجود تھیں، اب ذیل کی سطروں میں ممدوح گرامی و قار حضرت رفیق العلماء رحمہ اللہ کے اخلاق و کردار کی چند جھلکیاں پیش کی جارہی ہیں تا کہ ہمارے قارئین انھیں پڑھ کر مذکورہ بالا اصولوں کی

روشنی میں از خود فیصلہ کر سکیں کہ حضور رفیق العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان رشد و ہدایت کے کس عظیم مقام پر فائز تھے۔

حضرت رفیق العلماء علیہ الرحمہ مذہب و مسلک کے آئینے میں

خدائے وحدہ لا شریک نے آپ کو دنے آپ کو دین کے سانچے میں ڈھالا تھا۔ آ۔ پ کے مزاج میں پختگی تھی، پاک وصاف نظریات کے حامل تھے، عقیدت و اعتقاد میں صلابت تھی، تصلب فی الدین کے حامی تھے اور آپ دورنگی کے سخت مخالف تھے، یوں ہی آپ کا پورا گھرانہ بھی دینی رنگ میں رنگا ہوا تھا، گھٹاٹوپ راتوں بھی میں یاد الہی کے مالے جیسے جاتے تھے۔ گھر کے آگن میں حب مصطفی علیہ التحیۃ والثنا کی مشعلیں جلا کرتی تھیں، آپ کے والدین کریمین غوث و خواجہ اور امام احمد رضا کے متوالے تھے، آپ کے استاد حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ معیار اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ کے خادم خاص اور محرم راز تھے، اور آپ کا پیر خانہ تو اپنی مثال آپ تھا، دین و سنیت کا محفوظ و مضبوط قلعہ تھا، فرقہاے باطلہ کے رد و ابطال میں نہایت بے باک تھا۔

گویا قدرت نے ہر موڑ پر آپ کے لیے دین و سنیت پر ثبات قدمی کے اسباب مہیا فرمائے تھے، اس لیے آپ اعتقاد اسنی صحیح العقیدہ، مشر با چشتی ربا چشتی اور مذہب میں امام اعظم اب علم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے پیرو کار تھے، اپنے مذہب و مسلک پر سختی کے ساتھ کاربند اور معتقدات و معمولات اہل سنت کے پر زور مدافع بھی تھے، اور ان تمامی امور جلیلہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ خصوصا اپنے پیرو مرشد خواجہ بندہ نو از حضرت سید شاہ مصباح الحسن چشتی علیہ الرحمۃ والرضوان کے آئینہ دار تھے، ان کے ہر ایک نقطہ نظر کو قابل عمل، باعث خیر و برکت اور سر چشمہ رشد و ہدایت جانتے تھے۔ مرشد بر حق حضرت سید شاہ مصباح الحسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا دینی نقطہ نظر کیا تھا؟ اس حوالے سے آپ خود اپنے وصایا شریف میں رقم طراز ہیں کہ:

> مذہب حق اہل سنت جس کا معیار اس زمانہ میں حضرت مولانا احمد رضا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بریلوی کی تصانیف ہیں یہی مسلک میرے حضرت قبلہ عالم کا تھا اور یہی مسلک حضرات پیران عظام سلسلہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا تھا اسی کا میں پابند ہوں اس کی حمایت میں کسی مخالفت کی پرواہ نہیں کرنا چاہیے اور پابندی مذہب کے لیے الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کا پابند رہنا چاہیے اس سے ہٹنا ہی بد مذہبی ہے جس کی گنجائش نہ میں اپنے جانشینوں کو دیتا ہوں اور نہ متوسلین کو۔

اپنی مایہ ناز تصنیف "ناسور وہابیت" میں ارشاد فرمایا:

> میرے احباب سلسلہ اس بات کا خیال رکھیں کہ وہ دو تعلق نہیں رکھ سکتے اگر خدا نخواستہ انھیں ایاسی جماعتوں سے دلچسپی ہے تو مجھ سے قطع تعلق کر لیں اور میرے ہم خیال ہو کر رہنا چاہتے ہیں تو ان جماعتوں سے علاحدہ رہیں کہ دو عملی کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی نہ ذریعہ نجات بن سکتی ہے۔(ماخذ حیات رفیق العلماء)

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دے،
پدر، مادر، برادر جان و مال ان پر فدا کر دے۔
(از تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ)

حضور رفیق العلماء علیہ الرحمہ اور خلوص و للہیت

حضرت رفیق العلماء علیہ الرحمۃ خلوص و للہیت کے عظیم پیکر تھے، آپ میں اور خلوص میں بہت گہری یگانگت تھی، جو شخص خلوص و للہیت کے معنی و مفہوم اور اس کی شکل و صورت سے ناواقف ہوتا آپ کے اخلاق و اعمال اس کے لیے صاف و شفاف آئینہ ثابت ہوتے۔

آپ کے ہر کام میں خلوص و للہیت کی جلوہ گری تھی، یہی وجہ ہے کہ اتنے عظیم عالم ربانی اور مرشد بر حق ہونے کے باوجود بھی آپ کا لباس اور رہن سہن بالکل سادہ تھا آپ نے کبھی بھی زرق برق لباس پسند نہیں فرمایا اور نہ کبھی تصنع سے کام لیا، معمولی سا سادہ لباس ہوتا، رہنے سہنے کا معمولی سا انتظام ، خوردو نوش کے لیے بھی کوئی خاص اہتمام نہیں تھا اس کے باوجود لوگوں کے دلوں میں آپ کی

ہیبت قائم رہتی، عالمانہ شان و شوکت برقرار رہتی، آپ کی مجلس سادہ ہونے کے باوجود پر شکوہ معلوم ہوتی اور اہل مجلس پر ایک دبدبہ قائم رہتا، بلا شبہ آپ کے عادات واطوار " و ما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین" کی تفسیری پھول تھے اور یہ ساری شان و شوکتیں اسی خوش رنگ پھول کے خوشبودار پھل اور نتائج تھے۔

حضرت علامہ رفیق الحسن چشتی علیہ الرحمہ کا عشق رسول

عشق رسول پاک صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم سراپا خیر بلکہ جالب کل خیر اور منبع خیرات ہے، یہ ایسی دولت پائیدار ہے جسے دنیا کے کسی بازار میں خریدا نہیں جا سکتا، یہ ایک ایسی نعمت لازوال کا نام ہے جس کی قیمت چکائی نہیں جاسکتی۔ کوئی شخص اس وقت تک مومن ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا سینہ عشق مصطفی علیہ التحیۃ والثنا کا گنجینہ نہ بن جائے، لایؤمن احدکم حتی أکون أحب إلیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔ (بخاری شریف)

ہر شی کو عشق رسول پاک صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم سے حصہ ملا۔ سب انھیں محبوب رکھتے ہیں۔

> نہ دل بشر ہی فگار ہے کہ ملک بھی اس کا شکار ہے
> یہ جہاں کہ ہر وہ ہزار ہے جسے دیکھو اس کا ہزار ہے۔
> (اعلی حضرت علیہ الرحمۃ)

عشق رسالت مآب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) معیار زندگی اور معیار بندگی بھی ہے، جس کو جتنا زیادہ ملا وہ اتنا ہی زیادہ قرب خداوندی کا سزاوار ہوا۔ محبوبیت مطلقہ آپ کی ذات ستودہ صفات کی خصوصیات سے ہے، ساری کائنات آپ کو محبوب رکھتی ہے، خلق کا کیا ذکر خود خالق عزو جل آپ کو محبوب رکھتا ہے، صرف وہی لوگ آپ کی محبت سے محروم رہے جنھیں مولی عزو جل نے روز ازل بد نصیب کیا اور لوح محفوظ میں جہنمی لکھ دیا۔

ممدوح گرامی و قار حضرت علامہ رفیق الحسن چشتی مصباحی علیہ الرحمۃ والرضوان کو بھی ان کے کریم رب کی طرف سے عشق سرکار دو عالم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے وافر حصہ ما ملا تھا، آپ

معمولات زندگی میں سنت نبوی علی صاحبھا الصلاۃ والسلام کو پیش نظر رکھتے، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، کھانے پینے، اور گفتگو میں ہمیشہ پیارے نبی کی پیاری سنتوں کا خیال رکھا کرتے تھے۔

آپ کے فرزند ارجمند جاں نشین و جانشین حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دامت برکاتہم القدسیہ نے فرمایا کہ:

> والد گرامی ہمیشہ سنت نبوی پر عامل رہتے آپ کا سینہ عشق رسول سے مامور تھا، اپنے اقوال و افعال اور معمولات میں سنن و مستحبات کی پیروی کو لازم سمجھتے تھے، لوکی کی سبزی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھی اسی نسبت سے آپ بھی لوکی پسند فرماتے تھے، نسبت کا احترام اس قدر تھا کہ لوکی کے چھلکے کبھی عام کوڑوں کے ساتھ کوڑے دان میں نہیں پھینکنے دیتے، بلکہ اسے احترام کے ساتھ مناسب جگہ ڈالنے کا حکم دیتے، یقیناً یہ عشق رسالت مآب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا اعلی معیار ہے اور سنت نبوی سے لگاؤ کی عظیم مثال بھی۔ رزقتنا اللہ تعالی منہ بحظ وافر(ملخص از حیات رفیق العلماء)

حضور رفیق العلماء علیہ الرحمۃ کے حسن اخلاق کی جھلکیاں

اچھی عادات واطوار کے کرشمے کسی کی نظروں سے اوجھل نہیں ہیں، ایک وہ شخص جس کے اخلاق اچھے ہوں، لوگوں سے خنداں پیشانی کے ساتھ ملتا ہو، ان کی خوشیوں میں شریک ہو، دکھ درد میں ان کا ساتھ دیتا ہو، وہ کبھی کسی ہلکی پھلکی بیماری میں بھی مبتلا ہو جائے تو پورا محلہ سیلاب کی طرح اس کے گھر پر امنڈ آتا ہے، اور اسے اپنی شفقت آمیز جھرمٹ میں لے کر پیار بھرے لہجے میں اس کی مزاج پرسی کرتا ہے، جس سے اس کے سارے رنج والم کافور ہو جاتے ہیں اور دوسرا وہ شخص جس کے اخلاق برے ہوں، اہل محلہ جس کی بد کلامی و بد زبانی سے کڑھتے ہوں اور پڑوسی جس کی ایذا رسانیوں سے تنگ آچکے ہوں، وہ مر بھی جائے تو لوگ بجائے اس کے غم میں سوگوار ہونے کے دل ہی دل میں خوش ہوتے ہیں کہ چلو فلاں سے چھٹی مل گئی۔

کہاوت ہے کہ: "پہاڑ سے گرا ہوا آدمی اٹھ سکتا ہے مگر اخلاقی قدروں سے گرا ہوا شخص کبھی نہیں اٹھ سکتا"۔

اسی وجہ سے خلق عظیم کے پیکر ، ہمارے نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے لوگوں کے دلوں میں حسن اخلاق کی عظمت بٹھاتے ہوئے ارشاد فرمایا " بے شک قیامت کے دن میرے سب سے قریبی ہمنشیں وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق اچھے ہوں، جو لوگوں سے محبت کرتے ہوں اور لوگ ان سے محبت کرتے ہوں۔ (شرح الترغیب والترھیب للمنذری ، ج : ۳۵، ص:۷)

فیاض مطلق (جل وعلا) نے حضور رفیق العلماء علیہ الرحمۃ کو علم وہنر کی سعادتوں کے ساتھ اخلاق و کردار کی بلندیوں سے بھی نوازا تھا، آپ رحمتہ اللہ علیہ زہد و ورع ، تواضع و انکساری، توکل و بے نیازی ، ماتحتوں کی تربیت وغیرہ جملہ اوصاف حمیدہ سے متصف تھے، آپ کے اچھے سچے جانشین حضرت مفتی انفاس الحسن چشتی صاحب قبلہ نے آپ کے زہد و ورع کی ایک مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

ایک بار حضرت کے کمر میں شدید درد ہو گیا تھا یہ رمضان المبارک کا مہینہ تھا آپ درد کی شدت سے بے چین رہا کرتے تھے ڈاکٹر نے کہا تھا کہ دن میں انجیکشن لگوا لیں تو دن بھر درد میں افاقہ رہے گا شریعت کا حکم ہے کہ حالت روزہ میں انجیکشن لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، حضرت کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کہ جب شریعت نے حالت روزہ میں انجیکشن لگانے کی اجازت دی ہے تو انجیکشن لگوا لیا جائے تاکہ درد میں افاقہ ہو اور آپ کو آرام ملے ، حضرت نے فرمایا ہاں اجازت ہے لیکن آپ نے پورے رمضان المبارک میں ایک بار بھی انجیکشن نہیں لگوایا جب بھی آپ سے انجیکشن لگوانے کے لیے گزارش کی جاتی فرماتے انشاء اللہ فرماتے انشاء اللہ افطار کے بعد لگوالیں گے۔ واقعی یہ آپ کی زہد و ورع کی نادر و نایاب مثال ہے۔

جس طرح اللہ تعالی نے آپ کو اخلاق فاضلہ کا خوگر بنایا تھا اسی طرح آپ کے دل میں برے اخلاق و اعمال سے حد درجے کی نفرت بھی پیدا فرمادی تھی، کبر و نخوت، ریا و تفاخر، عجب و خود پسندی، طلب زر اور حب جاہ جیسے گندے عادات و اطوار جن سے لوگ متنفر ہوتے ہوں ان کے پاس پھٹکنے نہ پاتی تھی، آپ رحمتہ اللہ علیہ طلب زر و حب جاہ سے اس قدر دور و نفور تھے کہ جب کبھی آپ مریدین کے حلقہ میں تشریف لے جاتے تو وہاں کے لوگوں کو اپنی آمد کی اطلاع کرنے سے منع فرما دیتے، کیونکہ آپ قطعا یہ پسند نہیں فرماتے تھے کہ لوگ آپ کے آگے پیچھے چلیں، آپ کا شاندار استقبال ہو ، عقیدت مندوں کی بھیڑ اکٹھا ہو ، اور آپ کے لیے کسی طرح کا کوئی امتیازی انتظام کیا جائے، حضرت کے مرید جناب رضا محمد صاحب، مہوبہ میں جن کے گھر پر آپ کا قیام ہوتا تھا، انھوں نے بیان کیا کہ حضرت جب

مہوبہ تشریف لاتے تو اس خادم کو فرماتے کہ کسی کو میری آمد کی اطلاع نہ کرنا (تا کہ استقبال وغیرہ کا اہتمام نہ کریں)۔ بلا شبہ یہ آپ کی دنیا سے بے رغبتی کی نہایت عمدہ مثال ہے جو اس زمانے میں تقریبا مفقود ہو چکی ہے۔ (ملخص از حیات رفیق العلماء)

حضرت علامہ رفیق الحسن چشتی علیہ الرحمہ کا علمی و روحانی مقام

نظام قدرت سے ہے کہ خلاق عالم، ہادی حقیقی کو جس کسی سے اپنے خلق کی رہبری و رہنمائی کا کام لینا ہوتا ہے اسے علم دین کی دولت پائیدار سے ضرور مالا مال فرماتا ہے، ایسے مرد قلندر کے لیے حصول علم کے تمام اسباب غیبی طور مہیا ہو جاتے ہیں۔ حضرت علامہ رفیق الحسن چشتی علیہ الرحمۃ والرضوان کو ان کے علیم و خبیر رب نے بلا کی ذہانت عطا فرمائی تھی ، وہ "بالاے سرش ز ہوشمندی می تافت ستارہ بلندی " کے سچے مصداق تھے ، حصول علم کے تمام راستے غیبی طور پر ان کے لیے ہموار ہوتے جاتے، خوش قسمتی سے انھیں حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ جیسا " مولی لکل فن " استاد مل گیا، پھر تو پروانہ وار اس شمع علم و حکمت کے انوار و تجلیات میں مدہوش ہو کر تقریبا سات آٹھ سال تک اپنے علم و معرفت کی بے تاب روح کو غذا فراہم کرتے رہے، جب ہوش آیا تو آپ کے قلوب و اذہان صدر شریعت کی ضیا پاشیوں سے منور و مجلی ہو چکے تھے ، اور سینہ علوم و معارف کا گنجینہ بن چکا تھا۔

کہتے ہیں کہ ایک شخص میں علم حدیث، تفسیر ، منطق و فلسفہ ، تاریخ، زبان و ادب، شعر و سخن، خطابت و قلم، اور عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں مہارت کی یکجائی نا ممکن تو نہیں مگر مشکل ضرور ہے، لیکن اگر قسمت سے کسی کی ذات میں یہ صفات یکجا ہو جائیں تو ایسی گوناگوں اور جامعیت کی حامل شخصیت پر فن لغت کی رو سے لفظ "عبقری " کا اطلاق ہوتا ہے بلا شبہ اگر یہ لفظ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ کے لائق و فائق تلانده بالخصوص حضرت علامہ رفیق الحسن چشتی امجدی مصباحی علیہ الرحمۃ والرضوان پر صادق نہ آئے تو سمجھئے کہ لفظ "عبقری " پانی دونی میں "وونی" اور روٹی روٹی میں "ووٹی" کی طرح ایک مہمل لفظ ہے جو مفید سماع نہیں۔

پھر حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے رفیق العلماء (علیہ الرحمہ) کو اپنے جگری دوست آلِ رسول سید مصباح الحسن چشتی علیہ الرحمۃ والرضوان کی امانت سمجھ کر انھیں ان کے حوالے کر دیا۔ اب ممدوح گرامی و قار حضرت علامہ رفیق الحسن چشتی مصباحی علیہ الرحمۃ، فیضان

صدر الشریعہ بدر الطریقہ سے مالامال ہو کر علم و عمل کے اعلی مقام پر فائز ہو چکے تھے ، اس مصدر نور سے نوری خیرات پاکر رشد و ہدایت کی ایک ایسی مشعل بن چکے تھے جیسے روشن و تاباں ہونے کے لیے اب مزید کسی روغن کی ضرورت نہ تھی اور روغن بھی اس قدر صاف و شفاف، معلوم پڑتا تھا کہ اسے آگ نہ بھی چھوئے جب بھی روشن ہو جائے گا، حتی کہ جب آپ رحمہ اللہ کے آقائے نعمت، وارث علوم حافظ بخاری علیہ الرحمۃ، حضرت سید شاہ مصباح الحسن چشتی علیہ الرحمۃ والرضوان کی مبارک نگاہیں آپ پر پڑیں تو زیور علم و عمل سے آپ کو آراستہ دیکھ کر مارے خوشی کے پھولے نہیں سمائے، فرط مسرت سے ، خوشی کے آنسوؤں کی آڑ میں اپنے خانہ زاد غلام کے باطن کی طرف متوجہ ہوئے اور پلک جھپکتے سیر الی اللہ کے جملہ مدارج طے کرا دیے۔ شعر:

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں۔
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں۔
(ڈاکٹر اقبال)

اس طریقے سے حضور حافظ بخاری علیہ الرحمۃ کے قابل فخر شہزادے نے پہلے تو آپ کے کاندھوں کو رشد و ہدایت کے گراں بار امانت کا متحمل بنایا، پھر اپنی شان فیاضی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی اجازت و خلافت سے بھی نوازا، یہاں تک کہ آپ دعوت الی اللہ کے جملہ لوازمات سے آراستہ ہو کر مسند رشد و ہدایت پر متمکن ہو گئے۔

حضرت رفیق العلماء علیہ الرحمۃ کا اسلوب دعوت

حضرت علامہ رفیق الحسن چشتی علیہ الرحمہ ، دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں قرآنی ہدایات اور سنت نبوی علی صاحبھا الصلاۃ والسلام پر عمل پیرا تھے، یہ ایک نہایت روشن حقیقت ہے کہ بندگان خدا کی رشد و ہدایت میں اخلاق نبوت نے سب سے نمایاں کردار ادا کیا ہے ، رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک زندگی میں ایسے معرکے بکثرت ملتے ہیں جنھیں آپ نے بغیر کسی سیف و سنان کے فقط اپنے

معجزانہ اخلاق و کردار سے سر فرمایا تھا، ہمارے نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس قدر شیریں مقال و خوش خصال تھے کہ ایک لمحے کی گفتگو سے دلوں کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیتے تھے۔

آپ کی شفقت و محبت، عفو و درگذر، حلم و کرم، خدمت خلق، انسانی رواداری و بھائی چارگی میں اس قدر جاذبیت تھی کہ جانی دشمن بھی آپ کی بارگاہ بے کس پناہ میں خمیدہ سر کھنچے چلے آتے، آپ کے اخلاق کریمانہ دست داؤدی سے کہیں زیادہ کیمیا اثر تھے کہ پتھر دل انسان بھی آپ کے لطف و کرم کے آگے مثل موم پگھل جاتے تھے، خونخوار کفار صبح کو حامیان اسلام کے سر قلم کرنے کا منصوبہ بناتے اور شام تک بانی اسلام علیہ الصلاۃ والسلام کے لطف و کرم ان کے ہاتھوں میں اسلام کی سربلندی کا پرچم عطا کر دیتے۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حیات طیبہ کا بغور مطالعہ کرنے سے ہم پر یہ حقیقت آشکار ا ہو جاتی ہے کہ صرف تیئس برس کی قلیل مدت میں عرب کے ریگستانوں میں اتنا بڑا اسلامی انقلاب، یہ آپ کے حسن اخلاق کی سحر طرازی ہی کا نتیجہ تھا، کہ چالیس سالوں میں جن جن گھروں میں نبوی اخلاق کی بھینی بھینی خوشبوئیں پہنچی تھیں، جب اسلام کی کرنیں ان اہل خانہ تک پہنچیں تو وہ سب کے سب بلا چوں چرا مسلمان ہو گئے۔ صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم، پس دعوت و ارشاد کے سلسلے میں سنت نبوی یہ ٹھہری کہ پہلے اپنے پاکیزہ اخلاق و کردار سے لوگوں کے دلوں کو مسحور کیا جائے پھر ان کے افکار و نظریات کو اپنا ہمنوا بنا لیا جائے۔

حضرت رفیق العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان اسی سحری طرز تبلیغ کے علمبردار تھے، اخلاق و محبت، عفو و درگذر، حلم و کرم، خدمت خلق، آپ کی دعوت و تبلیغ کے آلہ کار تھے، اپنی شفقت و محبت، غریب پروری اور بندہ نوازی کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں اعلی مقام رکھتے تھے، مصیبت زدہ، آسیب کے شکار، لاچار و مجبور، در در کی ٹھوکریں کھانے والے درد منداں، آپ کی دہلیز پر پہنچ کر اطمینان کی سانس لیتے، کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ ان کے غم میں برابر کے شریک تھے، بیماروں کے لیے دوا کا انتظام فرماتے، آسیب زدوں کو دعا کرتے اور تعویذ گنڈوں کی صورت میں نسخہ کیمیا عطا فرماتے، اس طرح سے جب امیدواروں کی امیدیں آپ کے توسل سے پوری ہوتیں تو وہ آپ کے قدموں پر اپنی جان نچھاور کرنے کے لیے کمر بستہ ہو جاتے، اور آپ رحمہ اللہ جب یہ بھانپ لیتے کہ لوہا بالکل گرم ہو چکا ہے اب چوٹ ٹھکانے پر لگے گی، تو دل سے مخاطب کے دل کی طرف متوجہ ہوتے اور اس کے دل کی گرہوں کو تھام کر شگفتہ روئی کے ساتھ فرماتے: تمھیں شفا دینے والا خدا ے وحدہ لا شریک ہے، اس کی نافرمانی نہ کرنا، دنیا و آخرت میں کامیاب رہو گے، پانچ وقت کی نمازیں، رمضان المبارک کے روزے، مال

نصاب بھر ہو تو زکاۃ اور حج کی شرطیں پائی جارہی ہوں تو تم پر حج کرنا فرض ہے ، والدین کی خدمت میں کوتاہی نہ کرنا، بڑوں کے ساتھ ادب سے پیش آنا، چھوٹوں پر شفقت کرنا اور زنہار شریعت مطہرہ کا مقابلہ نہ کرنا اور اس طرح کی دیگر ناصحانہ کلمات سے تاریک دلوں میں یاد الٰہی کی قندیلیں روشن کرتے اور مردہ دلوں میں رشد و ہدایت کی روح پھونک دیتے تھے۔

دل و نگاہ کو پاک وصاف رکھنے کی خاطر اپنے مخصوص ملاقاتیوں اور عقیدت کیشوں کے لیے خصوصی مجلس ذکر کا بھی اہتمام فرمایا کرتے تھے آپ کے شہزاد گرامی و قار حضرت علامہ مفتی انفاس الحسن چشتی دامت برکاتہم القدسیہ نے فرمایا: شب میں عشا کے بعد دس میں مخصوصین جمع ہوتے ، اور کمرہ بند ہو جایا کرتا پھر خصوصی تسبیح لا إله إلا الله ، إلا الله، الله الله، کاور و چلتا، میں نے بھی اس مجلس ذکر میں شرکت کی ہے۔ (از حیات رفیق العلماء)

اور جب کبھی بچھڑے علاقوں، دیہاتوں میں بسنے والوں کی رشد و ہدایت کا خیال آجاتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھیں اشکبار ہو جاتیں، دل بے قرار ہو جاتا اور بعض خدام کو اپنے ساتھ لے کر معرفت الٰہی کی شمعیں جلانے جہالت و غباوت کے تاریک علاقوں میں پہنچ جاتے اور وہاں ہفتوں ہفتوں وعظ و نصیحت کی محفلیں منعقد کرتے، آج مہوبہ اور راٹھ وغیرہ کان پور کے دیہی علاقوں میں جو سنیت کی بہاریں نظر آتی ہیں وہ اسی روشن ضمیر مرد قلندر کی تگ و دوہ کے بیش بہا نتائج ہیں۔

تاحین حیات آپ کی بارگاہ میں خلق کثیر کا جم غفیر ہوتا رہا، گمگشتگان راہ معرفت آتے تھے اور آپ کی بارگاہ سے معرفت خداوندی کے پھول لے کر جاتے تھے۔

چراغ تلے اندھیرا

وہ دور ہندوستان میں اسلامی تاریخ کا سنہرا دور تھا، حکم شرع ہر شی پر مقدم تھا، علما قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، خانقاہیں روحانی غذا فراہم کرنے میں نمایاں کردار ادا کرتی تھیں، "چراغ تلے اندھیرا" کا محاورہ عنقا ہو چکا تھا، مشائخ میں اس محاورے کے مصداق ہاتھ میں چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہ ملتے، جملہ مشائخ عظام کی اولاد امجاد زیور علم و عمل سے آراستہ ہوتی تھیں، " پدرم سلطان بود" کا کوئی تصور نہ تھا، رشد و ہدایت کا باگ ڈور مریدین و متوسلین اور اہل و عیال سے ایسے قابل فخر شہزادے کو سونپا جاتا جس کی تہنیت مشار تہنیت مشائخ عظام " وسد الأمر إلى أهله " سے کیا کرتے ، مگر اب حالات

بالکل بدل چکے ہیں، ستر ۷۰ فیصد پڑھے لکھے لوگ بھی یحبون أن یحمدوا بما لم یفعلوا " کے کہیں نہ کہیں مصداق نظر آتے ہیں، دوسروں کی کامیابی کا سہرا اپنے سر باندھنے کا دور دورہ ہے ، حالات اس قدر نا گفتہ بہ ہیں کہ پرائمری کی تعلیم کو رشد و ہدایت کے لیے کافی سمجھا جانے لگا،

دعوت و ارشاد جیسے عظیم الشان امانت کی سپردگی کے لیے بعضے پیران عظام کی نگاہیں اہل کی بجائے اب اہل و عیال ڈھونڈتی ہیں، گویا بیعت و ارادت، موروثی مال ٹھہرا جسے بہر حال اولاد تک پہنچنا ہے ، اولاد خواہ جیسی بھی ہو، نتیجہ چراغ تلے اندھیر انکلا، ذکر و فکر کی خانقاہیں پر خطر سرائے ہو گئیں، جہاں آباو اجداد کے فخریہ کارنامے سنا کر خدا کے بھولے بھالے بندوں کو یر غمال بنایا جاتا ہے، پیری مریدی "شمع ہدایت " ہونے کی بجائے حصول زر و حب جاہ کا ہتھیار بن گئی، لگزری پیر شریعت سے دور طریقت کے دعویدار ہو گئے ، افسوس کہ نا اہل سجادگان نے ایک نفع بخش شیشی کو کتنا ضرر رساں بنا دیا۔ شعر:

اٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے غمناک
نہ زندگی نہ محبت نہ معرفت نہ نگاہ،
اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی،
جس رزق سے آتی ہے پرواز میں کوتا ہی۔
(ڈاکٹر اقبال)

ان پیران بے لگام کو کیا خبر کہ ماتحتوں کی تعلیم و تربیت، ان کو علم و ادب سے سجانے اور سنوارنے کی کامیاب کوشش، جہاں بہت سے دیگر منافع کے حصول کا ذریعہ ہے وہیں مالک کی نیک نامی اور اسے چراغ تلے اندھیرا ہونے کے بد نما داغ سے محفوظ و مامون رکھنے کا بھی نہایت اہم سبب ہے۔

خدا کی کروڑوں رحمتیں ہوں شیخ طریقت واقف اسرار حقیقت و معرفت حضرت علامہ رفیق الحسن چشتی امجدی مصباحی علیہ الرحمۃ والرضوان کی روح پر فتوح پر کہ پوری زندگی آپ رحمہ اللہ نے دعوت و ارشاد کے کام انجام دیے، خدمت خلق کے سلسلے میں اپنی نیند ، آرام اور چین و سکون سب کچھ قربان کر دیے اور بدلے میں صرف خدا سے خدا کو مانگا، عقیدت مندوں سے ایک حبہ تک کی امید نہ لگائی، اپنے اعزاز و تعارف میں قصیدے پڑھوائے، نہ مریدین میں اپنے علم و ہنر کا ڈھینڈھورا پیٹا، آپ کی زبان قال و حال کا بس ایک ہی دھن اور ایک ہی ساز تھا کہ:

اک ادنیٰ ساغلام شہ کونین ہوں میں
میرے اعزاز و تعارف کی یہ تفصیل ہوئی.

(بیکل اتساہی)

اور اپنی حیات مستعار کا چراغ بجھنے سے پہلے، کہ کہیں چراغ تلے اندھیرا نہ ہو جائے، مخدوم گرامی و قار حضرت علامہ مفتی انفاس الحسن چشتی دامت برکاتہم القدسیہ کی صورت میں علم و عمل کا ایک ایسا چراغ روشن کر گئے کہ الحمد للہ ! آج اس ایک چشم و چراغ سے علم و ادب کے ہزاروں چراغ روشن ہیں،

حضور مفتی صاحب قبلہ دام ظلہ علینا کی خلوص و للہیت ، مثبت پہلو سے آپ کا لگاؤ اور ہزاروں مشکلات سے دوچار ہونے کے باوجود بھی آپ کے کاموں کی پائیداری و برق رفتاری دیکھ کر شہیر مچھلی شہر کا وہ مشہور زمانہ شعر یاد آتا ہے کہ :

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے۔

بلا شبہ حضرت علامہ رفیق الحسن چشتی مصباحی امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان کی رہبری و رہنمائی قرآن و سنت کے مطابق تھی ، آپ دعوت وارشاد کے اسرار و نکات کے بڑے واقف کار تھے ، صرف عالم ہی نہیں بلکہ عالم ربانی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک جامع شرائط شیخ طریقت بھی تھے ، اور دعوت و ارشاد کے سلسلے میں ان کے نمایاں کارناموں کو دیکھتے ہوئے اگر انھیں آسمان رشد و ہدایت کا نیر اعظم کہا جائے تو بھی بجا ہے کہ لفظ کا استعمال اپنے معنی موضوع لہ میں ہوا ہے۔

مذکورہ بالا دلائل و شواہد کی روشنی میں اگر میں ممدوح گرامی و قار حضرت علامہ رفیق الحسن چشتی امجدی مصباحی علیہ الرحمۃ والرضوان کی شان ارفع و اعلی میں مندرجہ ذیل قسمیہ شعر پڑھوں تو حانث نہ ہوں گا کہ :

مجد امجد کی و مصباح حسن کی ہے قسم
مشعل رشد و ہدایت ہیں رفیق العلماء،
مانگ لے سیف رضا خامۂ نو کی رفعت
بانٹتے اوج کی دولت ہیں رفیق العلماء۔

وصلی الله تعالى على خير خلقه محمد وعلى آله وصحبه أجمعين وبارك وسلم دائما أبدا.

محمد سیف رضا مصباحی سلطان پوری
خادم التدریس: جامعہ معلم کائنات ڈیرہ پور کان پور دیہات۔

۱، ربیع الاول شریف، ۱۴۴۷ھ۔

تزئین کار: محمد دانش، چشتی (موبائل نمبر: 7522028782)